والدین کے حقوق و آداب (قرآن و سنت کی روشنی میں)

Rights and Manners of Parents (In the Light of Quran and Sunnah)

مشرف جہاں*
افضال احمد تبسم مدنی**
محمد نعمان مدنی***

Abstract:

In Islamic teachings, the status and rank of parents are so exalted that, immediately after commanding His worship and believing in His Oneness, Allah Almighty has instructed believers to treat their parents with excellence and kindness. This relationship is not merely a blood tie; it is a sacred connection upon which the moral foundations of human society are built. For a follower of Islam, serving one's parents is not merely a moral obligation but a fundamental requirement of faith, without which one cannot attain success and honor in the Divine Court.

keywords: Parents, Allah Almighty, Blood, Follower, Islam, Faith.

تمہید:

والدین کے حقوق و آداب کا دائرہ کار محض ان کی ضروریات پوری کرنے تک محدود نہیں، بلکہ یہ ان کے ساتھ گفتگو کے انداز، نگاہوں کی نرمی اور ہر قدم پر ان کی دل جوئی تک پھیلا ہوا ہے۔ شریعتِ مطہرہ نے اولاد کو حکم دیا ہے کہ وہ ان کے سامنے "اُف" تک نہ کہے اور ان کی ہر جائز بات کو خندہ پیشانی سے قبول کرے اور ان کے ساتھ عاجزی اور نرمی سے پیش آئے اور ان کے لیے دعائیں کرے۔

دورِ حاضر میں جہاں خاندانی اقدار زوال پذیر ہیں اور بوڑھے والدین کو ان کی خدمت کرنے کے بجائے اولڈ ایج ہوم میں جمع کروایا جا رہا ہے، لہذا قرآن و حدیث کی روشنی میں والدین کے حقوق و آداب کا مطالعہ نہ صرف ایمان کو تازہ کرنے کا ذریعہ ہے بلکہ یہ ایک مستحکم اور مثالی معاشرے کی تشکیل کے لیے ناگزیر بھی ہے۔

والدین کے حقوق و آداب قرآن کی روشنی میں:

والدین کا مقام و مرتبہ اس قدر اعلیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک سے زائد مقامات پر اپنی عبادت کا حکم دینے کے فوراً بعد والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم ارشاد فرمایا اور شرک سے باز رہنے کا حکم دینے کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ارشاد فرمایا۔

---

* مقالہ نگار: جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ جوہر ٹاؤن لاہور۔
** سپر وائزر: جامعۃ المدینہ چھانگا مانگا۔
*** سینئر ریسرچر: ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ، کنز المدارس بورڈ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاؕ ﴾[1]

ترجمہ: ”اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔“

﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْــٴًـا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ﴾[2]

ترجمہ: ”اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو۔“

﴿ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ۫ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ﴾[3]

ترجمہ: ”اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔“

حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر خزائن العرفان میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی خدمت بہت ضروری ہے۔ والدین کے ساتھ بھلائی کے یہ معنی ہے کہ ایسی کوئی بات نہ کہے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے انہیں ایذا ہو اور اپنے بدن و مال سے ان کی خدمت میں دریغ نہ کرے جب انہیں ضرورت ہو ان کے پاس حاضر رہے۔[4]

قرآن کریم میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے شرک سے باز رہنے کا حکم دینے کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَیْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْــٴًـا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاۚ ﴾[5]

ترجمہ: ”تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پڑھ سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے شرک سے باز رہنے کا حکم دینے کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے بعد بندوں میں سب سے زیادہ حق والدین کا ہے

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر والدہ کی تکالیف کو بیان کرکے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ارشاد فرمایا اور اگر والدین شرک کی طرف بلائیں تو ان کی اطاعت نہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور فرمایا دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے:

---

1 سورۃ بنی اسرائیل 23:17۔

2 سورۃ النساء 36:4۔

3 سورۃ البقرۃ 83:2۔

4 مراد آبادی، سید محمد نعیم الدین، خزائن العرفان، کراچی، مکتبۃ المدینہ، 1443ھ، ص28۔

5 سورۃ الانعام 151:6۔

﴿وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ۝۱۴ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ۫﴾[6]

ترجمہ: "اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اُس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے۔"

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:

((مَنْ صَلَّى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فَقَدْ شَكَرَ اللهَ وَمَنْ دَعَا لِلْوَالِدَيْنِ فِي أَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَقَدْ شَكَرَ الْوَالِدَيْنِ))[7]

ترجمہ: "جس نے پنج گانہ نماز ادا کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور جس نے پنج گانہ نمازوں کے بعد والدین کے لیے دعا کی تو اس نے والدین کی شکر گزاری کی۔"

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:

اللہ کا شکر ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اور ماں باپ کا شکر ادا کرو کیونکہ ماں باپ ہمارے مربی (پرورش کرنے والے) ہیں۔[8]

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کے حکم کے ساتھ ان کی خدمات اور تکالیف کو خاص طور پر اجاگر کیا ہے، جن میں والدہ کی وہ مشقتیں سرِ فہرست ہیں جو وہ اولاد کو جنم دینے اور ان کی پرورش میں اٹھاتی ہے۔ اسی احسان مندی کے تقاضے کو پورا کرنے کے لیے اللہ نے اپنی شکر گزاری کے فوراً بعد والدین کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ کی عبادت کے بعد بندوں میں سب سے زیادہ حق والدین کا ہے۔ تاہم، اس اطاعت اور حسنِ سلوک کا دائرہ کار صرف حدودِ شریعت کے اندر رہے، لہٰذا اگر والدین کبھی اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا حکم دیں، تو ایسی صورت میں ان کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا جائے، لیکن اس انکار کے باوجود بھی ان کے ساتھ دنیاوی معاملات میں نرمی اور حسنِ سلوک کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ نرمی اور عاجزی سے پیش آنے کا حکم دیا اور ان کے لیے دعائیں کرنے کا حکم ارشاد فرمایا:

﴿وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا۝۲۴﴾[9]

---

6 سورۃ لقمٰن 31:14، 15۔

7 بغوی، حسین بن مسعود، معالم التنزیل، ریاض، دار طیبہ، 1409ھ، ج6، ص287۔

8 نعیمی، احمد یار خان، نور العرفان فی تفسیر القرآن، لاہور، پیر بھائی کمپنی، س،ن، ص657۔

9 سورۃ بنی اسرائیل 17:24۔

ترجمہ: ”اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن میں پالا۔“

حضرت علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ”لباب التاویل فی معانی التنزیل“ میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:

قوله عزوجل ﴿ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ ﴾ أی ألن لهما جناحك واخفضه لهما حتی لا تمتنع عن شیء أحباه ﴿ مِنَ الرَّحْمَةِ ﴾ أی من الشفقة علیهما لكبرهما وافتقارهما الیوم إلیك، كما كنت فی حال الصغر مفتقراً إلیهما۔ قوله سبحانه وتعالی ﴿ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ﴾ أی وادع الله لهما أن یرحمهما برحمته الباقیة، وأراد به إذا كانا مسلمین فأما إذا كانا كافرین فإن الدعاء منسوخ فی حقهما بقوله سبحانه وتعالی ﴿ مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ وَ لَوْ كَانُوْۤا اُولِیْ قُرْبٰی ﴾[10]
وقیل: یجوز الدعاء لهما بأن یهدیهما الله إلی الإسلام فإذا هداهما فقد رحمهما۔[11]

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ ﴾ کا مطلب ہے: والدین کے سامنے اپنے (عجز و انکساری کے) پر جھکا دو، اور ان کے سامنے اس قدر عاجزی اپناؤ کہ ان کی ہر پسندیدہ بات کو بخوشی مان لو۔ ﴿ مِنَ الرَّحْمَةِ ﴾ کا مطلب ہے: ان پر شفقت اور مہربانی کی وجہ سے، اس لیے کہ وہ بوڑھے ہو چکے ہیں اور آج ان کو تمہاری ضرورت ہے (یعنی تمہاری خدمت کی ضرورت ہے)، بالکل اسی طرح جیسے تمہیں بچپن میں ان کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سے ان کے لیے اس کی باقی رہنے والی رحمت کی دعا کرو۔ یہ حکم اس وقت ہے جب وہ مسلمان ہوں۔ جہاں تک کافر والدین کا تعلق ہے، تو ان کے لیے دعا کرنا اس آیت کی وجہ سے منسوخ ہے:

﴿ مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ وَ لَوْ كَانُوْۤا اُولِیْ قُرْبٰی ﴾

ترجمہ: ”نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں۔“

البتہ بعض علماء نے کہا ہے کہ والدین کے لیے یہ دعا کی جا سکتی ہے کہ اللہ انہیں اسلام کی ہدایت دے، کیونکہ اگر اللہ انہیں ہدایت دے دے تو یہی ان پر اس کی اصل رحمت ہو گی۔“

معلوم ہوا کہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کے سامنے عاجزی اختیار کرنا محض ایک اخلاقی رویہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اہم دینی فریضہ ہے، جس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآنِ کریم میں توحیدِ باری

---

10 سورۃالتوبہ 9:113۔

11 خازن، علی بن محمد بن ابراہیم، لباب التاویل فی معانی التنزیل، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1425ھ، ج3، ص127۔

تعالیٰ کے فوراً بعد والدین کے حقوق پر زور دیا گیا ہے۔ عاجزی کے پر جھکانے کا قرآنی استعارہ اولاد کو یہ سبق دیتا ہے کہ وہ والدین کے سامنے اس قدر نرم اور شفیق رویہ اپنائیں کہ ان کی ہر پسندیدہ بات کو نہ صرف تسلیم کریں بلکہ اسے خوش دلی سے انجام دیں، ٹھیک ویسے ہی جیسے بچپن میں والدین نے ان کی پرورش کے دوران اپنی راحتوں کو قربان کر کے انہیں تحفظ فراہم کیا تھا۔ یہ خدمت اور اطاعتِ والدین، خصوصاً ان کے بڑھاپے میں، ایک ایسی عبادت ہے جس سے انسان اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے، جبکہ ان کے لیے دعائے مغفرت یا ہدایت کی دعا کرنا ان کے ساتھ وفا اور محبت کا وہ لازوال رشتہ ہے جو دنیا سے رخصتی کے بعد بھی قائم رہتا ہے۔

والدین کے حقوق و آداب احادیث مبارکہ کی روشنی میں

والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک انسانی اخلاقیات کی بنیاد ہے۔ احادیث مبارکہ میں والدین کے حقوق کی ادائیگی کو صرف ایک نیکی نہیں، بلکہ اسے ایک ایسی لازمی ذمہ داری کے طور پر پیش کیا گیا ہے جس کے بغیر ایمان کی تکمیل نامکمل محسوس ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ارشادات ہمیں یہ سکھاتے ہیں کہ والدین کی خوشنودی میں ہی خالقِ کائنات کی خوشنودی پوشیدہ ہے اور ان کی ناراضی انسان کو دنیا و آخرت کی ناکامیوں میں دھکیل سکتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنے کو اللہ کا سب سے پسندیدہ عمل ارشاد فرمایا اور فرمایا اس کے بعد والدین سے حسنِ سلوک اللہ کا پسندیدہ عمل ہے۔

جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ؟ قَالَ: الصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا، قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ، قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي۔))[12]

ترجمہ: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے پوچھا کون سا عمل اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ فرمایا: نماز اپنے وقت پر ادا کرنا۔ عرض کیا: پھر کون سا عمل؟ فرمایا: پھر والدین سے حسنِ سلوک۔ عرض کیا: پھر کون سا؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان اعمال کی خبر دی اور اگر میں زیادہ سوال کرتا تو آپ مجھے زیادہ عمل ارشاد فرماتے۔"

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے عرض کیا: والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا والدین ہی تیری جنت اور دوزخ ہیں۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى وَلَدِهِمَا؟ قَالَ: هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ۔))[13]

---

12 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الادب، باب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 5625۔

13 ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، ابواب الآداب، باب بر الوالدین، رقم الحدیث: 3662۔

ترجمہ: "ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: والدین ہی تیری جنت اور دوزخ ہیں۔"

معلوم ہوا کہ والدین کی خدمت میں ہی ہمارے نجات ہے اور ان کی نافرمانی ہمارے لیے باعث ہلاکت ہے۔

اور والدین سے حسنِ سلوک عمر اور رزق میں اضافے کا باعث ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُمَدَّ لَهُ فِي عُمُرِهِ، وَأَنْ يُزَادَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، فَلْيَبَرَّ وَالِدَيْهِ، وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ۔))[14]

ترجمہ: "جسے یہ پسند ہو کہ اس کی عمر لمبی اور اس کا رزق زیادہ ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے ماں باپ سے حسنِ سلوک کرے اور (رشتہ داروں) سے صلہ رحمی کرے۔"

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

((لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ۔))[15]

ترجمہ: "دعا ہی تقدیر کو ٹال سکتی ہے اور ماں باپ سے حسنِ سلوک ہی عمر میں اضافہ کرتا ہے۔"

عمر اور رزق دونوں ایسی چیزیں ہیں جس میں زیادتی اور برکت کا ہر کوئی خواہش مند ہے، ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے ماں باپ کا خدمت گزار اور ان سے حسنِ سلوک کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق اور عمر میں برکت عطا فرماتا ہے۔

ماں باپ اگرچہ ڈانٹ ڈپٹ کریں ہر حال میں ان سے حسنِ سلوک ضروری ہے یہ ہرگز جائز نہیں کہ والدین کی کسی بات کی وجہ سے ان کے ساتھ حسنِ سلوک ترک کیا جائے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَصْبَحَ مُطِيعًا فِي وَالِدَيْهِ، أَصْبَحَ لَهُ بَابَانِ مَفْتُوحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا، وَمَنْ أَمْسَى عَاصِيًا لِلّٰهِ فِي وَالِدَيْهِ، أَصْبَحَ لَهُ بَابَانِ مَفْتُوحَانِ مِنَ النَّارِ، وَإِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا، قَالَ الرَّجُلُ: وَإِنْ ظَلَمَاهُ؟ قَالَ: وَإِنْ ظَلَمَاهُ، وَإِنْ ظَلَمَاهُ، وَإِنْ ظَلَمَاهُ۔))[16]

ترجمہ: "جس نے اپنے ماں باپ کی فرمانبرداری کی حالت میں صبح کی تو اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے اور جس نے اس حال میں شام کی کہ وہ والدین کے بارے میں اللہ کا نافرمان ہو تو اس کے لیے جہنم کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

---

14 ابن حنبل، احمد بن محمد، مسند امام احمد، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند انس بن مالک، رقم الحدیث: 13401۔

15 ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورہ، سنن الترمذی، ابواب القدر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، باب ماجاء لایرد القدر الا الدعاء، رقم الحدیث: 2139۔

16 بیہقی، احمد بن حسین، شعب الایمان، بر الوالدین، رقم الحدیث: 7916۔

اور اگر والدین میں سے ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کی: اگرچہ والدین ظلم کریں؟ ارشاد فرمایا: اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں۔"

اس حدیث مبارکہ میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی اہمیت و فضیلت کو پُر زور الفاظ میں بیان کیا گیا ہے؛ اگرچہ ماں باپ ظلم کریں، اولاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر حال میں ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کریں؛ اولاد کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ وہ انتقاماً ماں باپ کی خدمت اور حسنِ سلوک ترک کر دیں۔

اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ والدین کو ظلم کی اجازت ہے اگر ماں باپ ظلم کریں گے تو ظلم کا وبال ان پر پڑے گا اور اگر اولاد کے حقوق پورے نہیں کریں گے تو اپنے رب کو جواب دہ ہیں۔

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: لوگوں میں سے میرے حسنِ سلوک کا سب زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں۔ تین بار پوچھنے پر یہی جواب ملا چوتھی بار ارشاد فرمایا: تیرا باپ۔

جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: أُمُّكَ۔ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ۔ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ۔ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوكَ۔))[17]

ترجمہ: "ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت حاضر ہو کر عرض کیا: لوگوں میں سے میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں۔ عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: پھر تیری ماں۔ عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: پھر تیری ماں۔ عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: پھر تیرا باپ۔"

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مراۃ المناجیح میں فرماتے ہیں:

اس فرمانِ عالی سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق باپ سے تین گنا زیادہ ہے؛ کیونکہ ماں بچے پر تین احسان کرتی ہے، باپ ایک احسان۔ پیٹ میں رکھنا، جننا، پرورش کرنا؛ باپ صرف پرورش کرتا ہے۔ بیٹا ماں باپ دونوں کی خدمت کرے مگر مقابلے کی صورت میں ادب واحترام باپ کا زیادہ کرے، خدمت و انعام ماں کی زیادہ۔ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک یہ ہے کہ ان سے نرم اور نیچی آواز سے کلام کرے۔ مالی و بدنی خدمت کرے یعنی اپنے نوکروں سے ہی ان کا کام نہ کرائے بلکہ خود کرے، ان کا ہر جائز حکم مانے، انہیں نام لے کر نہ پکارے، اگر وہ غلطی پر ہوں تو نرمی سے ان کی اصلاح کرے، اگر قبول نہ کریں تو ان پر ڈانٹ ڈپٹ نہ کرے، ان کی سختی پر تحمل (برداشت) کرے۔[18]

---

17 قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب بر الوالدین وانہما احق بہ، رقم الحدیث: 2548۔

18 نعیمی، احمد یار خان، مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، گجرات، نعیمی کتب خانہ، س،ن، ج6، ص406۔

حضرت اسماء بنتِ ابو بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں:

((أَتَتْنِي أُمِّي رَاغِبَةً فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آصِلُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى فِيهَا: ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ﴾۔))[19]

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے زمانے میں میری ماں میرے پاس آئی حالانکہ وہ اسلام سے اعراض کرتی تھیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے سوال کیا: کیا میں اپنی ماں سے صلہ رحمی کروں؟ فرمایا: ہاں۔

حضرت ابن عیینہ رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ﴾ ترجمہ: اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے۔"

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ مراٰۃ المناجیح میں فرماتے ہیں:

معلوم ہوا کہ کافر و مشرک ماں باپ کی بھی خدمت اولاد پر لازم ہے۔ فقہا فرماتے ہیں کہ مشرک باپ کو بت خانے لے نہ جائے مگر جب وہاں پہنچ چکا ہو تو وہاں سے گھر لے آئے کہ لے جانے میں بت پرستی پر مدد ہے اور لے آنے میں خدمت ہے۔ دوسرے عزیز و قرابت دار بھی اگر مشرک و کافر ہوں مگر محتاج ہوں تو ان کی مالی خدمت کرے۔[20]

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَأَضِعْ ذَلِكَ الْبَابَ أَوِ احْفَظْهُ۔))[21]

ترجمہ: باپ جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے، اب تو چاہے اس دروازے کو ضائع کر دے چاہے حفاظت کر۔

درمیانی دروازے سے بندہ دوسرے دروازوں کی نسبت جلدی مکان میں داخل ہو جاتا ہے۔ گویا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: باپ کی خدمت جلدی جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا:

((رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ۔))[22]

ترجمہ: "اللہ کی رضا باپ کی رضا میں اور اللہ کی ناراضی باپ کی ناراضی میں ہے۔"

---

19 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الادب، باب صلۃ الوالد المشرک، رقم الحدیث: 5633۔
20 نعیمی، احمد یار خان، مراٰۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج6، ص408۔
21 ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، ابواب الآداب، باب بر الوالدین، رقم الحدیث: 3663۔
22 ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورہ، سنن الترمذی، ابواب البر والصلۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین، رقم الحدیث: 1899۔

اللہ کریم کی رضا حاصل کرنے کے بہت سے اسباب اور طریقے ہیں، اُن میں سے ایک اہم سبب ماں باپ کو راضی رکھنا ہے، لہٰذا جو اپنے رب کو راضی کرنا چاہے تو اپنے ماں باپ کو راضی رکھے کہ اگر ماں باپ ناراض ہوئے تو اللہ کی رضا کا حصول بہت مشکل ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أَبِي أَخَذَ مَالِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلرَّجُلِ: اذْهَبْ، فَائْتِنِي بِأَبِيكَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ: إِذَا جَاءَكَ الشَّيْخُ، فَسَلْهُ عَنْ شَيْءٍ قَالَهُ فِي نَفْسِهِ مَا سَمِعَتْهُ أُذُنَاهُ، فَلَمَّا جَاءَ الشَّيْخُ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا زَالَ ابْنُكَ يَشْكُوكَ أَنَّكَ تَأْخُذُ مَالَهُ؟ قَالَ: سَلْهُ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ أُنْفِقُهُ إِلَّا عَلَى إِحْدَى عَمَّاتِهِ أَوْ خَالَاتِهِ أَوْ عَلَى نَفْسِي؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِيهِ، دَعْنَا مِنْ هَذَا، أَخْبِرْنِي عَنْ شَيْءٍ قُلْتَهُ فِي نَفْسِكَ، مَا سَمِعَتْهُ أُذُنَاكَ۔ قَالَ الشَّيْخُ: وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزَالُ اللهُ يُزِيدُنَا بِكَ يَقِينًا، قُلْتُ فِي نَفْسِي شَيْئًا مَا سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ قَالَ: قُلْ، وَأَنَا أَسْمَعُ۔ قَالَ:

قُلْتُ:

غَذَوْتُكَ مَوْلُودًا وَمُنْتُكَ يَافِعًا
تُعَلُّ بِمَا أَجْنِي عَلَيْكَ وَتَنْهَلُ
إِذَا لَيْلَةٌ ضَافَتْكَ بِالسُّقْمِ لَمْ أَبِتْ
لِسُقْمِكَ إِلَّا سَاهِرًا أَتَمَلْمَلُ
تَخَافُ الرَّدَى نَفْسِي عَلَيْكَ وَإِنَّهَا
لَتَعْلَمُ أَنَّ الْمَوْتَ وَقْتٌ مُؤَجَّلُ
كَأَنِّي أَنَا الْمَطْرُوقُ دُونَكَ بِالَّذِي
طُرِقْتَ بِهِ دُونِي فَعَيْنَايَ تَهْمَلُ
فَلَمَّا بَلَغْتَ السِّنَّ وَالْغَايَةَ الَّتِي
إِلَيْهَا مَدَى مَا فِيكَ كُنْتُ أُؤَمِّلُ
جَعَلْتَ جَزَائِي غِلْظَةً وَفَظَاظَةً
كَأَنَّكَ أَنْتَ الْمُنْعِمُ الْمُتَفَضِّلُ

فَلَيْتَكَ إِذْ لَمْ تَرْعَ حَقَّ أُبُوَّتِي

كَمَا يَفْعَلُ الْجَارُ الْمُجَاوِرُ تَفْعَلُ

قَالَ: فَعِنْدَ ذٰلِكَ أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَلَابِيبِ ابْنِهِ، وَقَالَ: أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ۔)) [23]

ترجمہ: "ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: جاؤ! اپنے والد کو بلا کر لاؤ۔ اس وقت جبریل علیہ السّلام حاضر ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: اللہ پاک آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے: جب اس کا باپ آجائے تو اس سے ان کلمات کے متعلق پوچھئے گا جو اس نے اپنے دل میں کہے ہیں، خود اس کے کانوں نے بھی ان کو نہیں سنا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: تمہارا بیٹا تمہاری شکایت کر رہا تھا کہ تم اس کا مال لے لیتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا: حضور آپ اس سے پوچھئے کہ میں اس کی پھوپھی، خالہ یا اپنے سوا کہاں خرچ کرتا ہوں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ان کلمات کے متعلق پوچھا جو انہوں نے اپنے دل میں کہے تھے اور ابھی تک اپنی زبان پر بھی نہیں لائے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر ہمارا یقین بڑھاتا ہے، واقعی میں نے اپنے دل میں چند اشعار کہے ہیں جن کو ابھی تک خود میرے کانوں نے بھی نہیں سنا۔ آپ نے فرمایا: کہو، میں سن رہا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے یہ اشعار سنائیں:

میں نے تجھے بچپن میں غذا دی اور جوان ہونے کے بعد اچھا سلوک کیا

تم ہمیشہ اس سے سیراب ہوتے رہے جو میں تمہیں دیتا تھا

جب کوئی رات بیماری کے ساتھ تمہاری مہمان بنی تو تمہاری بیماری کی وجہ سے

میں نے ساری رات جاگ کر بے قراری کی حالت میں گزاری

دل تمہاری ہلاکت سے ڈرتا رہا حالانکہ میں جانتا تھا

کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے

جو مصیبت میرے بجائے تم پر آئی اس کی وجہ سے میں ایسا ہو گیا گویا کہ تم نہیں

بلکہ میں مصیبت زدہ ہوں میری آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی رہتی

پھر جب تم عمر کی اس حد تک پہنچ گئے جس میں

میں نے تم سے کچھ امیدیں لگا رکھی تھیں

23 طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، باب المیم، من اسمہ محمد، رقم الحدیث: 6570۔

تم نے سختی اور بد مزاجی سے میری نوازشات کا بدلہ دیا
گویا کہ فضل و کرم کرنے والے تم ہو
کاش! جبکہ تم نے میرے باپ ہونے کے حق کا لحاظ نہیں رکھا
تو جیسے کوئی پڑوسی کا لحاظ اور خیال کرتا ہے تم بھی ویسے ہی کر لیتے

نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ اشعار سننے کے بعد اس کے بیٹے کا گریبان پکڑ کر فرمایا: تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔"

یہ حدیث پاک اسلامی معاشرتی نظام میں والدین کے حقوق اور ان کے مقام و مرتبے کی ایک نہایت مؤثر اور جذباتی تصویر کشی کرتی ہے، جس کا بنیادی مقصد اولاد کے دل میں والدین کی قربانیوں کا احساس بیدار کرنا ہے۔ امام طبرانی کی المعجم الاوسط میں نقل کردہ یہ واقعہ نہ صرف ایک باپ کے دل کی اس کربناک کیفیت کو بیان کرتا ہے جو اولاد کی بے رخی اور ناشکری سے جنم لیتی ہے، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ سے جاری ہونے والا فیصلہ ((أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ)) اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ اولاد کا مال اور اس کا وجود دراصل والدین کی زندگی بھر کی تربیت اور شفقت کا ثمر ہے، لہٰذا باپ کی ضرورت کے وقت بیٹے کا مال ان کی کفالت کے لیے پیش پیش ہونا چاہیے، اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک صرف ایک شرعی حکم ہی نہیں بلکہ انسانی تقاضا بھی ہے جس میں کسی قسم کی غفلت یا بدکلامی اخلاقی انحطاط کی علامت ہے۔

والدین کا بڑھاپا اور ہماری ذمہ داریاں: قرآن و سنت کی روشنی میں:

موجودہ دور میں انسانی تعلقات میں آنے والا بکھراؤ اور مادی مصروفیات نے رشتوں کے تقدس کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ موجودہ دور میں والدین کے حقوق کا مسئلہ ایک اہم اخلاقی اور دینی چیلنج کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ بڑھاپا والدین کی زندگی کا وہ نازک ترین مرحلہ ہے جب انہیں محض روٹی اور کپڑے کی نہیں، بلکہ ہماری توجہ، محبت اور وقت کی سب زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ مگر آج کے معاشرے میں ایک بڑا طبقہ ان ہستیوں کو بوجھ تصور کر کے اولڈ ایج ہوم یا تنہائی کے اندھیروں میں دھکیل رہا ہے۔ آج جو معاشرہ والدین کو بے سہارا چھوڑ رہا ہے، وہ درحقیقت اپنی اگلی نسلوں کے لیے والدین کو بے سہارا چھوڑنے کا راستہ ہموار کر رہا ہے۔ یہ طریقہ کار نہ صرف معاشرتی اقدار کا جنازہ ہے، بلکہ ایک سنگین اخلاقی جرم بھی ہے۔

بوڑھے والدین کے متعلق حکمِ قرآنی:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا﴾[24]

24 سورۃ بنی اسرائیل 17:23۔

ترجمہ: ”اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہُوں (اُف تک) نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔“

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ”الجامع لاحکام القرآن“ میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:

خص حالة الكبر لأنها الحالة التي يحتاجان فيها إلى بره لتغير الحال عليهما بالضعف والكبر، فألزم في هذه الحالة من مراعاة أحوالهما أكثر مما ألزمه من قبل، لأنهما في هذه الحالة قد صارا كلا عليه، فيحتاجان أن يلي منهما في الكبر ما كان يحتاج في صغره أن يليا منه، فلذلك خص هذه الحالة بالذكر. وأيضا فطول المكث للمرء يوجب الاستثقال للمرء عادة ويحصل الملل ويكثر الضجر فيظهر غضبه على أبويه وتنتفخ لهما أوداجه، ويستطيل عليهما بدالة البنوة وقلة الديانة، وأقل المكروه ما يظهره بتنفسه المتردد من الضجر. وقد أمر أن يقابلهما بالقول الموصوف بالكرامة، وهو السالم عن كل عيب فقال: ﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾[25]۔

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر بڑھاپے کا ذکر اس لیے فرمایا ہے کہ یہی وہ حالت ہے جس میں والدین کو اولاد کی خدمت اور حسنِ سلوک کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے؛ کیونکہ بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے ان کی حالت بدل چکی ہوتی ہے۔ اس حالت میں اولاد پر والدین کی خدمت اور ان کی دیکھ بھال کی ذمہ داری پہلے کی نسبت کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے؛ کیونکہ بڑھاپے میں والدین اولاد کی ذمہ داری بن جاتے ہیں۔ اب والدین کو اولاد سے اسی طرح کی خدمت کی ضرورت ہوتی ہے جیسے بچپن میں اولاد کو والدین سے تھی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اس حالت (بڑھاپے) کا ذکر فرمایا ہے۔

نیز جب انسان ایک طویل عرصے تک کسی کے ساتھ رہتا ہے تو فطری طور پر اسے بوجھ محسوس ہونے لگتا ہے، اکتاہٹ پیدا ہوتی ہے اور اندر ہی اندر گھٹتا رہتا ہے۔ پھر (بوڑھے والدین کی خدمت کے دوران) اس کا غصہ والدین پر ظاہر ہوتا ہے، غصے سے اس کی رگیں پھول جاتی ہیں اور اولاد ہونے کے زعم اور دینداری کی کمی کی وجہ سے والدین کے سامنے زبان درازی پر اتر آتا ہے، اور (والدین کے سامنے) ناپسندیدہ رویے کی کم سے کم شکل وہ ہے؛ جو وہ اپنی گھٹن کی وجہ سے لمبی سانسوں سے ظاہر کرتا ہے۔ اور (اسی وجہ سے) اسے حکم دیا گیا ہے کہ وہ والدین سے ایسی بات کرے جو سراپا عزت و تکریم ہو، ایسی بات کرے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہو؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو ان سے ہُوں (اُف تک) نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔“

---

25 قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، قاہرہ، دار الکتب المصریہ، 1384ھ، ج10، ص241۔

حضرت علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر "لباب التاویل فی معانی التنزیل" میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:

أنهما يبلغان إلى حالة الضعف والعجز فيصيران عندك في آخر العمر كما كنت عندهما في أول العمر۔[26]

ترجمہ: "جب تمہارے والدین بڑھاپے کی وجہ سے کمزور اور بے بس ہو جاتے ہیں، تو وہ تمہارے پاس عمر کے اس آخری حصے میں ویسے ہی ہو جاتے ہیں جیسے تم ان کے پاس عمر کے ابتدائی حصے میں تھے (یعنی بڑھاپے میں ان کا خیال ویسے ہی رکھو جیسے بچپن میں وہ تمہارا خیال رکھتے تھے)۔"

تحقیقی تناظر میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بڑھاپے میں والدین کا اپنی اولاد کے ساتھ رہنا محض ایک سماجی رواج نہیں، بلکہ اسلام کا ایک بنیادی تقاضا اور انسانی فطرت کا عین مطالبہ ہے۔ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی اور حضرت علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہما کی تفسیری آراء اس نکتے پر متفق ہیں کہ جس طرح بچپن میں اولاد کی بقا کا انحصار والدین کی مکمل نگرانی پر تھا، اسی طرح بڑھاپے میں والدین کی عزتِ نفس اور جسمانی و نفسیاتی سلامتی کا دار و مدار اولاد کی قربت پر ہے۔ والدین کا گھر میں ساتھ ہونا دراصل اولاد کے لیے ایک ایسی اخلاقی آزمائش اور تزکیۂ نفس کا موقع ہے، جس کے ذریعے وہ اپنی دینداری اور ایثار کو ثابت کر سکتے ہیں۔ جب والدین نظروں کے سامنے ہوتے ہیں تو ان کی کمزوری دیکھ کر اولاد کے دل میں رحم و کرم کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، جو انہیں تکبر اور زبان درازی سے روک کر "قولِ کریم" کے عملی اظہار کی طرف لے جاتے ہیں۔ مزید بر آں، والدین کی گھر میں موجودگی کا فائدہ اگلی نسل کو بھی پہنچتا ہے؛ کیونکہ بچے اپنے والدین کو دادا دادی کی خدمت کرتے دیکھ کر ہی خدمتِ والدین کا عملی سبق سیکھتے ہیں۔ بر عکس اس کے والدین کو گھر سے دور یا اولڈ ایج ہومز میں بھیجنا نہ صرف معاشرتی اقدار کا جنازہ نکالنا ہے، بلکہ اس فطری ربط کو توڑنا ہے جو اگلی نسل کی تربیت اور اولاد کی مغفرت کے لیے ایک ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے، لہٰذا والدین کا بڑھاپے میں اولاد کے پاس رہنا ہی وہ واحد راستہ ہے جس سے ان کی تکریم، تحفظ اور نسلِ نو کی اخلاقی تکمیل کا مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔

بوڑھے والدین کے متعلق احادیث مبارکہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((رَغِمَ أَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ۔ قِيلَ: مَنْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا، ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔))[27]

---

[26] خازن، علی بن محمد بن ابراہیم، لباب التاویل فی معانی التنزیل، ج 3، ص 126۔

[27] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب رغم انف من ادرک... الخ، رقم الحدیث: 2551۔

ترجمہ: ”اس کی ناک خاک آلود ہو (ذلیل ہو)، پھر اس کی ناک خاک آلود ہو، پھر اس کی ناک خاک آلود ہو۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! کس کی ناک؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے ماں باپ میں سے ایک یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکا۔“

یہ حدیث پاک والدین کے بڑھاپے کو جنت کے حصول کا سنہری موقع اور ان کی خدمت کو لازمی قرار دیتی ہے۔ جو اولاد والدین کے بڑھاپے میں ان کی دیکھ بھال سے غفلت برت کر جنت جیسی نعمت سے محروم رہ جائے، اُس کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے سخت خسارے اور ذلت کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

حضرت یحییٰ بن ابو کثیر رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

جب حضرت ابو موسی اشعری اور حضرت ابو عامر رضی اللہُ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کی بیعت کی اور اسلام قبول کیا۔ آپ نے پوچھا:

((مَا فَعَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْكُمْ تُدْعَى كَذَا وَكَذَا؟ قَالُوا: تَرَكْنَاهَا فِي أَهْلِهَا، قَالَ: فَإِنَّهُ قَدْ غُفِرَ لَهَا، قَالُوا: بِمَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: بِبِرِّهَا وَالِدَتَهَا، قَالَ: كَانَتْ لَهَا أُمٌّ عَجُوزٌ كَبِيرَةٌ، فَجَاءَهُمُ النَّذِيرُ أَنَّ الْعَدُوَّ يُرِيدُونَ أَنْ يُغِيرُوا عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ، فَارْتَحَلُوا لِيَلْحَقُوا بِعَظِيمِ قَوْمِهِمْ، وَلَمْ يَكُنْ مَعَهَا مَا تَحْتَبِلُ عَلَيْهِ، فَعَمَدَتْ إِلَى أُمِّهَا، فَجَعَلَتْ تَحْمِلُهَا عَلَى ظَهْرِهَا، فَإِذَا أَعْيَتْ وَضَعَتْهَا، ثُمَّ أَلْزَقَتْ بَطْنَهَا بِبَطْنِ أُمِّهَا، وَجَعَلَتْ رِجْلَيْهَا تَحْتَ رِجْلَيْ أُمِّهَا مِنَ الرَّمْضَاءِ حَتَّى نَجَتْ))۔[28]

ترجمہ: ”تمہارے قبیلے میں فلاں عورت کہاں ہے جس کو اس نام سے پکارا جاتا ہے؟ عرض کیا: ہم اسے اس کے گھر چھوڑ آئے۔ آپ نے فرمایا: اس کی بخشش کر دی گئی۔ صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان نے عرض کیا: کس سبب سے یارسول اللہ؟ فرمایا: اپنی والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کے سبب۔ پھر فرمایا: اس کی ایک بوڑھی والدہ تھی، ان کے پاس ایک ڈرانے والا شخص آیا اور بتایا: آج رات دشمن تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے؛ چنانچہ وہ لوگ وہاں سے چلے گئے تاکہ اپنی قوم کے بڑے گروہ سے مل جائیں۔ اس عورت کے پاس کوئی سواری نہ تھی جس پر وہ اپنی ماں کو سوار کرتی تو اس نے اپنی والدہ کو اپنی پیٹھ پر اٹھالیا، جب تھک گئی تو اسے اتارا، پھر اپنا پیٹ ماں کے پیٹ کے ساتھ ملا دیا اور تپتی زمین کی وجہ سے اپنے پاؤں اپنی ماں کے پاؤں کے نیچے کر دیئے حتی کہ وہ نجات پا گئی۔“

یہ روایت والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی غیر معمولی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے، جہاں ایک خاتون کی اپنی بوڑھی ماں کے لیے شدید مشقت اور ایثار کو اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش کا ذریعہ بنا دیا، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ والدین کی خدمت محض

28 الصنعانی، عبد الرزاق بن ہمام، المصنف، کتاب الجامع، باب بر الوالدین، رقم الحدیث: 21191۔

ایک دنیاوی ذمہ داری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور مغفرت حاصل کرنے کا سب سے یقینی راستہ ہے۔ یہ واقعہ والدین کی اطاعت اور ان کی تکلیف دور کرنے کے جذبے کو عبادت کا درجہ دیتا ہے اور ہمیں سکھاتا ہے کہ جب بندہ اپنے والدین کی خاطر اپنی جان کو مشقت میں ڈالتا ہے، تو ربِ کریم اسے دنیا و آخرت میں بہترین صلہ عطا فرماتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ، فَمَالُوا إِلَى غَارٍ فِي الْجَبَلِ، فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: انْظُرُوا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا لِلَّهِ صَالِحَةً، فَادْعُوا اللَّهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا.

فَقَالَ أَحَدُهُمْ: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ، كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ، فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيهِمَا قَبْلَ وَلَدِي، وَإِنَّهُ نَأَى بِيَ الشَّجَرُ يَوْمًا، فَمَا أَتَيْتُ حَتَّى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا، فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ، فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُؤُوسِهِمَا، أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا، وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا، وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ، فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ دَأْبِي وَدَأْبَهُمْ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ. فَفَرَجَ اللَّهُ لَهُمْ فُرْجَةً حَتَّى يَرَوْنَ مِنْهَا السَّمَاءَ.

وَقَالَ الثَّانِي: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِي ابْنَةُ عَمٍّ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ، فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا، فَأَبَتْ حَتَّى آتِيَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ، فَسَعَيْتُ حَتَّى جَمَعْتُ مِائَةَ دِينَارٍ فَلَقِيتُهَا بِهَا، فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ: يَا عَبْدَ اللَّهِ اتَّقِ اللَّهَ، وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ. فَقُمْتُ عَنْهَا، اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي قَدْ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا. فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً.

وَقَالَ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ، فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ: أَعْطِنِي حَقِّي، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ، فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا، فَجَاءَنِي فَقَالَ: اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَظْلِمْنِي وَأَعْطِنِي حَقِّي، فَقُلْتُ: اذْهَبْ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيهَا، فَقَالَ: اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَهْزَأْ بِي، فَقُلْتُ: إِنِّي لَا أَهْزَأُ بِكَ، فَخُذْ تِلْكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا، فَأَخَذَهُ فَانْطَلَقَ بِهَا، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، فَافْرُجْ مَا بَقِيَ. فَفَرَجَ اللَّهُ عَنْهُمْ.))[29]

ترجمہ: "ایک دفعہ تین آدمی چل رہے تھے، ان کو بارش نے آلیا تو انہوں نے پہاڑ کی غار میں پناہ لی، غار کے منہ میں ایک بہت بڑا پتھر گرا جس نے غار کا منہ بند کر دیا تو ان میں سے کسی نے کسی سے کہا: اپنے اعمال صالحہ دیکھو جو تم نے اللہ تعالیٰ کے لئے کئے ہیں اور ان کے وسیلے سے اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا کرو، اس امید پر کہ وہ اس کو کھول دے۔

---

29 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الادب، باب اجابۃ دعاء من بر والدیہ، رقم الحدیث: 5629۔

تو ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے بچے تھے میں بکریاں چرا کر ان پر خرچ کرتا تھا اور جب میں چراگاہ سے بکریاں لے کر ان کے پاس آتا اور دودھ دوہتا تو اپنے بچوں سے قبل اپنے والدین کو پلاتا ایک دن بکریوں کے چارے کی تلاش میں دور نکل گیا اور شام کو دیر سے گھر آیا۔ میں نے والدین کو سوتے ہوئے پایا۔ میں نے دودھ دوہا جیسا کہ میں دودھ دوہتا تھا۔ میں دودھ لے کر آیا اور والدین کے سرہانے کھڑا رہا اور میں نے ان کو نیند سے بیدار کرنا ناپسند سمجھا اور یہ بھی ناپسند سمجھا کہ والدین سے پہلے اپنے بچوں کو پلاؤں۔ اور بچے میرے قدموں کے پاس بھوک اور پیاس کی شدت سے بلک رہے تھے، میرے والدین اور بچوں کی لگاتار یہی حالت رہی حتی کہ فجر ہو گئی۔ اے اللہ! تو جانتا ہے، اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا کے لئے کیا ہے تو اس پتھر کو ہٹا دے تا کہ ہم آسمان تو دیکھ سکیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے تھوڑا سا ہٹا دیا کہ اس میں سے انہیں آسمان نظر آنے لگا۔

دوسرے نے کہا: اللہ! میری ایک چچازاد بہن تھی جس سے میں بہت زیادہ محبت کرتا تھا جتنی کوئی آدمی کسی عورت سے محبت کرتا ہو گا۔ میں نے اس سے اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا تو اس نے اس وقت تک انکار کیا جب تک اسے 100 دینار نہ دوں۔ میں نے دوڑ دھوپ شروع کر دی، یہاں تک کہ سو دینار جمع کر لئے۔ میں انہیں لے کر اس کے پاس گیا۔ جب میں اس کے قریب ہوا تو اس نے مجھے اللہ سے ڈرایا، مجھے اس کام سے منع کیا۔ پس میں اس کے پاس سے چلا گیا۔ یا اللہ! اگر میں نے ایسا محض تیری رضا کے لئے کیا تو ہم کو اس مصیبت سے نجات دلا۔ پس چٹان تھوڑی سی اور ہٹ گئی۔

تیسرے نے کہا: اے اللہ! میں نے ایک مزدور کو کام پر لگایا تھا کہ ایک فرق (بارہ سیر) چاول دوں گا جب وہ کام ختم کر چکا تو اس نے کہا: مجھے میرا حق دو۔ تو میں نے مزدوری اس کے سامنے رکھ دی لیکن وہ مزدوری چھوڑ کر میرے پاس سے چلا گیا۔ پس میں ان سے برابر کاشت کاری کرتا رہا، یہاں تک کہ غلے سے کئی گائیں خرید لیں اور چرواہا رکھ لیا۔ مدتوں بعد وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اللہ سے ڈرو،، مجھ پر ظلم نہ کرو اور میرا حق مجھے دے دو۔ میں نے کہا: ان گائیوں اور چرواہے کی طرف جاؤ، یہ سب تمہارا مال ہے۔ اس نے کہا: اللہ سے ڈرو مجھ سے مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کر رہا بلکہ یہ اپنی گائیں اور چرواہے لے جاؤ۔ پس وہ لے کر چلا گیا۔ تو ہی جانتا ہے، اگر میں نے یہ محض تیری رضا کے لئے کیا ہے تو جتنا راستہ بند رہ گیا ہے اسے کھول دے، پس اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے سے وہ پتھر ہٹا دیا۔"

یہ واقعہ ہمیں سکھاتا ہے کہ والدین کی بے لوث خدمت، محض ایک اخلاقی فریضہ نہیں بلکہ ایک ایسا اعلیٰ روحانی عمل ہے جو دنیا و آخرت کی مشکلات میں نجات کا ذریعہ اور بارگاہِ الٰہی میں مقبولیت کی کنجی ہے۔

والدین کا بڑھاپا دراصل اولاد کے لیے جنت کے حصول کا سنہری موقع ہے، جسے ضائع کرنا یا انہیں اولڈ ایج ہوم اور تنہائی کے حوالے کرنا اپنی عاقبت برباد کرنے کے مترادف ہے۔ جس طرح بچپن میں والدین نے اپنی تمام راحتیں ہمارے لیے قربان کیں، اب ان کی خدمت کرنا ہمارا اخلاقی اور دینی فرضِ عین ہے جس میں کوتاہی سخت خسارے اور ذلت کا باعث ہے۔ والدین کا گھر میں موجودگی کے ساتھ سایہ نہ صرف ہمارے گھروں میں برکت لاتا ہے، بلکہ ہماری اگلی نسل کے لیے تربیت کا بہترین عملی نمونہ بھی ہے۔ یادرکھیں! آج ہم ان کے ساتھ جو سلوک کریں گے کل وہی ہماری اولاد ہمارے ساتھ دہرائے گی، اس لیے ان کی خدمت کو اپنی سعادت اور دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ سمجھیں۔

وفات کے بعد والدین کے حقوق:

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا دائرہ کار صرف ان کی حیات تک محدود نہیں، بلکہ ان کی وفات کے بعد بھی اولاد پر کچھ شرعی اور اخلاقی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ والدین کا انتقال رشتے کے خاتمے کا نہیں، بلکہ اولاد کے لیے اپنی نیکیوں اور دعاؤں کے ذریعے ان کے درجات کی بلندی کا ایک نیا باب شروع ہونے کا نام ہے۔ اسلامی تعلیمات میں اس بات کی واضح ترغیب دی گئی ہے کہ وفات کے بعد بھی اولاد کا والدین کے ساتھ تعلق "حقوق کی ادائیگی" کی صورت میں قائم رہتا ہے، جو نہ صرف ان کے لیے ایصالِ ثواب کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ والدین کے ساتھ اولاد کی وفاشعاری کا عملی اظہار بھی ہے۔

حضرت ابو اسید مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ! الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا، وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمَا، وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا، وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا تُوصَلُ إِلَّا بِهِمَا، وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا۔))[30]

ترجمہ: "ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلہ بنی سلمہ کا ایک آدمی حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! کیا میرے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک میں سے کچھ باقی ہے جو میں ان کی وفات کے بعد بھی ان سے کروں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہاں! ان پر نماز جنازہ اور ان کے لیے دعائے مغفرت، ان کے بعد ان کے عہد نبھانا (یعنی ان کی وصیت پوری کرنا)، ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنا جن سے رشتے ان کی وجہ سے قائم ہوئے (جیسے دادا، دادی، نانا، نانی، بھائی، بہن، پھوپھی، چچا، خالہ) اور ان کے دوستوں کی عزت و احترام کرنا۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا تَرَكَ الْعَبْدُ الدُّعَاءَ لِلْوَالِدَيْنِ؛ فَإِنَّهُ يَنْقَطِعُ عَنْهُ الرِّزْقُ فِي الدُّنْيَا۔))[31]

---

30 سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی بر الوالدین، رقم الحدیث:5142۔
31 عسقلانی، احمد بن علی بن محمد، زہر الفردوس، من حرف الالف، فصل اذا، رقم الحدیث:263۔

ترجمہ: ”آدمی جب ماں باپ کے لیے دعا کرنا ترک کر دیتا ہے تو دنیا میں اس کا رزق قطع ہو جاتا ہے۔“

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا:

((أَبَرُّ الْبِرِّ أَنْ يَصِلَ الرَّجُلُ وُدَّ أَبِيهِ۔))[32]

ترجمہ: ”نیک سلوک میں سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ آدمی باپ کے بعد اس کے دوستوں سے حسنِ سلوک کرے۔“

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا:

((اِحْفَظْ وُدَّ أَبِيكَ لَا تَقْطَعْهُ، فَيُطْفِئَ اللهُ نُورَكَ۔))[33]

ترجمہ: ”اپنے باپ کی دوستی کا خیال رکھو اسے مت کاٹو ورنہ اللہ تیرا نور بجھا دے گا۔“

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

ماں باپ کے انتقال کے بعد ان سے بھلائی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اولاد ہر نماز کے بعد اپنے والدین کے لیے دعا کرتی رہے، ان کے نام پر صدقات و خیرات کرے، ان کی طرف سے حج بدل کرے یا کسی اور سے کروائے، ان کا تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی کرے۔ بعض لوگ اپنے والدین کی اچھی رسمیں باقی رکھتے ہیں، اگر ماں باپ کسی تاریخ میں خیرات کرتے تھے یا میلاد شریف گیارہویں کرتے تھے تو وہ ہمیشہ کرتے ہیں، جس مسجد میں نماز پڑھتے تھے اس مسجد کو آباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ صلہ رحمی کے متعلق فرماتے ہیں: جن عزیزوں سے رشتہ صرف ماں یا باپ کی وجہ سے ہو دوسری وجہ سے نہ ہو ان سے اچھا سلوک کرنا کہ یہ میرے والدین کی خوشنودی کا ذریعہ ہے، اس میں بھائی بہن، چچا ماموں، پھوپھی خالہ سب ہی داخل ہیں۔ دوسرے یہ کہ ان کے ساتھ اس وجہ سے بھلائی کرے تاکہ والدین کی رضا حاصل ہو، اپنا نام یا شہرت مقصود نہ ہو غرضیکہ ان عزیزوں کی اس وجہ سے خدمت کرے تاکہ والدین راضی ہوں جائیں اور والدین کی رضا میں اللہ و رسول کی رضا ہے، نیز بیٹا باپ کے دوستوں اور ماں کی سہیلیوں کی بھی عزت کرے۔[34]

امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ شریف میں مرحوم والدین کے بارے حقوق تحریر فرمائے ہیں:

1. سب سے پہلا حق بعد موت ان کے جنازے کی تجہیز، غسل و کفن و نمازِ و کفن ہے اور ان کاموں میں سُنن و مُستحبات کی رعایت، جس سے ان کے لیے ہر خوبی و برکت و رحمت و وُسعت کی امید ہو۔
2. ان کے لیے دعا و استغفار ہمیشہ کرتے رہنا، اس سے کبھی غفلت نہ کرنا۔

---

32 قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب صلۃ اصدقاء الاب والام ونحوہما، رقم الحدیث:2552۔
33 طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، باب المیم، من اسمہ مطلب، رقم الحدیث:8633۔
34 نعیمی، احمد یار خان، مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج6، ص418، 419۔

3. صدقہ و خیرات و اعمالِ صالحہ کا ثواب انہیں پہنچاتے رہنا، حسب طاقت اس میں کمی نہ کرنا، اپنی نماز کے ساتھ ان کے لیے بھی نماز پڑھنا، اپنے روزوں کے واسطے بھی روزے رکھنا (اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لیے بھی روزے رکھنا) بلکہ جو نیک کام کرے سب کا ثواب انہیں اور سب مسلمانوں کو بخش دینا کہ ان سب کو ثواب پہنچ جائے گا اور اس کے ثواب میں کمی نہ ہوگی بلکہ بہت ترقیاں پائے گا۔
4. ان پر کوئی قرض کسی کا ہو تو اس کے ادا میں حد درجہ کی کوشش کرنا اور اپنے مال سے ان کا قرض ادا ہونے کو دونوں جہاں کی سعادت سمجھنا، آپ قدرت نہ ہو تو اور عزیزوں قریبوں پھر باقی اہل خیر سے اس کی ادا میں امداد لینا۔
5. ان پر کوئی فرض رہ گیا ہو تو بقدر قدرت اس کے ادا میں سعی بجالانا، حج نہ کیا ہو تو ان کی طرف سے حج کرنا یا حج بدل کرانا، زکوۃ یا عشر کا مطالبہ ان پر رہا تو اسے ادا کرنا، نماز یا روزہ باقی ہو تو اس کا کفارہ دینا، علیٰ ہذاالقیاس، ہر طرح ان کی برأت ذمہ میں جدوجہد کرنا۔
6. انہوں نے جو وصیت جائزہ شرعیہ کی ہو حتی الامکان اس کے نفاذ میں سعی کرنا اگرچہ شرعاً اپنے اوپر لازم نہ ہو، اگرچہ اپنے نفس پر بار ہو، مثلاً وہ نصف جائداد کی وصیت اپنے کسی عزیز غیر وارث یا اجنبی محض کے لیے کر گئے تو شرعاً تہائی مال سے زیادہ میں بے اجازتِ وارثان نافذ نہیں مگر اولاد کو مناسب ہے کہ ان کی وصیت مانیں اور ان کی خوشخبری پوری کرنے کو اپنی خواہش پر مُقدّم جانیں۔
7. ان کی قسم بعد مرگ بھی سچی ہی رکھنا، مثلاً ماں باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں جگہ نہ جائے گا یا فلاں سے نہ ملے گا یا فلاں کام کرے گا، تو ان کے بعد یہ خیال نہ کرنا کہ اب وہ تو نہیں ان کی قسم کا خیال نہیں بلکہ اس کا ویسے ہی پابند رہنا جیسا ان کی حیات میں رہتا جب تک کوئی حرج شرعی مانع نہ ہو اور کچھ قسم ہی پر موقوف نہیں ہر طرح امورِ جائزہ میں بعد مرگ بھی ان کی مرضی کا پابند رہتا۔
8. ہر جمعہ کو ان کی زیارتِ قبر کے لیے جانا، وہاں یٰس شریف پڑھنا ایسی آواز سے کہ وہ سنیں اور اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچانا، راہ میں جب کبھی ان کی قبر آئے بے سلام و فاتحہ نہ گزرنا۔
9. ان کے رشتہ داروں کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کئے جانا۔
10. ان کے دوستوں سے دوستی نباہنا، ہمیشہ ان کا اعزاز و اکرام رکھنا۔
11. کبھی کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر جواب میں انہیں برا نہ کہلوانا۔
12. سب میں سخت تر و عام تر و مدام تر یہ حق ہے کہ کبھی کوئی گناہ کر کے انہیں قبر میں ایذا نہ پہنچانا، اس کے سب اعمال کی خبر ماں باپ کو پہنچتی ہے، نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ان کا چہرہ فرحت سے

چمکتا اور دمکتا ہے اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور ان کے قلب پر صدمہ ہوتا ہے، ماں باپ کا یہ حق نہیں کہ انہیں قبر میں بھی رنج پہنچائے۔[35]

مختصر یہ کہ اولاد کا اپنے والدین کے لیے بہترین صدقہ جاریہ بننا ہی ان کی وفات کے بعد ان کا اصل حق ہے۔

والدین کی نافرمانی: انجام اور وعیدیں:

حقوق العباد میں سب سے مقدم حق والدین کا ہے، جن کے ساتھ حسنِ سلوک کو توحیدِ باری تعالیٰ کے بعد لازم قرار دیا گیا ہے۔ اور والدین کی نافرمانی نہ صرف ایک سنگین معاشرتی بگاڑ ہے بلکہ اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور والدین کی نافرمانی پر سخت ترین وعیدیں ہیں۔ یہ گناہ انسان کی دنیاوی برکات کو سلب کر کے اسے آخرت کی تباہی اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا حقدار بنا دیتا ہے۔

عبد الرحمٰن بن ابو بکرہ رحمۃُ اللہِ علیہ سے روایت ہے، وہ اپنے والدِ محترم سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟)) قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: ((اَلْإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)) وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ، فَقَالَ: ((أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ، أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ)) فَمَا زَالَ يَقُولُهَا، حَتَّى قُلْتُ: لَا يَسْكُتُ۔[36]

ترجمہ: "کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! کیوں نہیں، ضرور فرمایئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا، والدین کی نافرمانی کرنا؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم تکیہ لگائے ہوئے تھے اب آپ بیٹھ گئے اور فرمایا: خبردار! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی، خبردار! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم لگاتار یہ فرماتے رہے حتی کہ میں نے سمجھا آپ سکوت نہیں فرمائیں گے۔"

حضرت انس رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کے متعلق فرمایا:

((اَلشِّرْكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَقَوْلُ الزُّورِ۔))[37]

ترجمہ: "کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی، ناحق قتل کرنا اور جھوٹ بولنا۔"

---

35 بریلوی، امام احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، لاہور، رضا فاؤنڈیشن، 1423ھ، ج24، ص391، 392۔

36 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الادب، باب عقوق الوالدین من الکبائر، رقم الحدیث: 5631۔

37 قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الکبائر و اکبرہا، رقم الحدیث: 88۔

جیسے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کاموں میں سے نماز کے بعد سب سے زیادہ پسندیدہ عمل والدین سے حسنِ سلوک ہے، اسی طرح بدترین گناہ شرک ہے جو اسلام ہی سے خارج کر دیتا ہے۔ اس کے بعد سب سے بڑا گناہ ماں باپ کی نافرمانی ہے، اب خود ہی غور کریں کہ ماں باپ کی نافرمانی کتنا بڑا گناہ ہے اور اسلام میں ماں باپ کی کس قدر اہمیت ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ: مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْعَاقُّ، وَالدَّيُّوثُ الَّذِي يُقِرُّ فِي أَهْلِهِ الْخَبَثَ۔))[38]

ترجمہ: ”تین شخص ہیں جن پر اللہ نے جنت حرام فرمادی ہے: شراب کا عادی، والدین کا نافرمان، اور دیُّوث جو اپنی بیوی کے متعلق برائی کو برقرار رکھتا ہو (یعنی نہ اس پر غیرت کھائے نہ اسے منع کرے)۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا:

((تُرَاحُ رِيحُ الْجَنَّةِ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ، وَلَا يَجِدُ رِيحَهَا مَنَّانٌ بِعَمَلِهِ، وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَلَا عَاقٌّ۔))[39]

ترجمہ: ”جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے سونگھی جائے گی جبکہ نیکی کر کے جتانے والا، شراب کا عادی اور ماں باپ کا نافرمان جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔“

امام احمد بن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا:

((لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي رَأَيْتُ أَقْوَامًا فِي النَّارِ مُعَلَّقِينَ فِي جُذُوعٍ مِنْ نَارٍ، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: الَّذِينَ يَشْتُمُونَ آبَاءَهُمْ وَأُمَّهَاتِهِمْ فِي الدُّنْيَا۔))[40]

ترجمہ: ”شبِ معراج میں نے کچھ لوگوں کو جہنم میں دیکھا جو آگ کی شاخوں سے لٹکے ہوئے تھے، میں پوچھا: اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے ماں باپ کو برا کہا کرتے تھے۔“

والدین کی نافرمانی محض ایک اخلاقی کمزوری نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے والا اور جنت کی ابدی نعمتوں سے محروم کرنے والا ایک قبیح ترین گناہ ہے۔ ایک مسلمان کے لیے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ ماں باپ جو اس کے وجود کا سبب ہیں، ان کے ساتھ بدسلوکی کی سزا کتنی ہولناک ہو سکتی ہے، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے والدین کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ برتیں اور ان کی خدمت و اطاعت کو اپنی دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنائیں۔

---

38 ابن حنبل، احمد بن محمد، مسند امام احمد، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند عبد اللہ بن عمر، رقم الحدیث: 5372۔

39 طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الصغیر، باب الحاء، باب من اسمہ الحسین، رقم الحدیث: 408۔

40 ہیتمی، احمد بن محمد بن علی، الزواجر عن اقتراف الکبائر، المنصورہ، دار اللؤلؤۃ، 1442ھ، ج2، ص676۔

خلاصۃ البحث / نتائج البحث

- والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کی اطاعت کو قرآن میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور توحید کے فوراً بعد ذکر کیا گیاہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حقوق العباد میں والدین کا حق تمام انسانی حقوق پر مقدم ہے۔
- بڑھاپے میں والدین کی خدمت اولاد کے لیے جنت کے حصول کا سنہری موقع ہے۔ اس مرحلے پر والدین کو اولاد کی توجہ اور خدمت کی اشد ضرورت ہوتی ہے، اور ان کی خدمت سے غفلت برتنا سخت اخروی خسارے اور ذلت کا باعث ہے۔
- والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا دائرہ کار محض ان کی مالی ضروریات پوری کرنے تک محدود نہیں، بلکہ اس میں ان کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار، نرمی سے گفتگو کرنا، ان کی ہر جائز بات کو خندہ پیشانی سے ماننا اور ان کے لیے دعائے خیر کرنا شامل ہے۔
- اگر والدین اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہیں کی جائے گی، تاہم اس کے باوجود ان کے ساتھ دنیاوی معاملات میں نرمی اور حسنِ سلوک کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا ایک شرعی تقاضا ہے، جو اولاد کے تزکیۂ نفس اور ایثار کی عملی آزمائش ہے۔
- والدین کے ساتھ تعلق ان کی وفات کے بعد ختم نہیں ہوتا، بلکہ اولاد پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان کے لیے دعائے مغفرت کرتی رہے، صدقہ و خیرات کا ایصالِ ثواب کرے، ان کی وصیتوں کو پورا کرے اور ان کے رشتہ داروں و دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی و عزت کا معاملہ برقرار رکھے۔
- والدین کی نافرمانی محض اخلاقی غلطی نہیں بلکہ ایک سنگین کبیرہ گناہ ہے، جو انسان کی دنیاوی برکات کو سلب کرکے اسے اللہ تعالیٰ کے غضب اور جہنم کا حقدار بنا دیتا ہے، جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں اس کے بارے میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

مصادر و مراجع

- القرآن الکریم
- ابن حنبل، احمد بن محمد، مسند امام احمد، قاہرہ، دار الحدیث،1416ھ۔
- ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، الجبیل، دار الصدیق للنشر،1435۔
- بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دمشق، دار ابن کثیر، دار الیمامہ،1414ھ۔
- بغوی، حسین بن مسعود، معالم التنزیل، ریاض، دار طیبہ،1409ھ۔
- بیہقی، احمد بن حسین، شعب الایمان، بیروت، دار الکتب العلمیہ،1421ھ۔
- بریلوی، امام احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، لاہور، رضا فاؤنڈیشن،1423ھ۔
- ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورہ، سنن الترمذی، بیروت، دار الغرب الاسلامی،1996ء۔
- خازن، علی بن محمد بن ابراہیم، لباب التاویل فی معانی التنزیل، بیروت، دار الکتب العلمیہ،1425ھ۔
- سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، بیروت، المکتبۃ العصریہ،1431ھ۔
- صنعانی، عبد الرزاق بن ہمام، المصنف، قاہرہ، دار التاصیل،1437ھ۔
- طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، قاہرہ، دار الحرمین،1415ھ۔
- طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الصغیر، بیروت، المکتب الاسلامی،1405ھ۔
- عسقلانی، احمد بن علی بن محمد، زہر الفردوس، دبئی، جمعیۃ دار البر،1439ھ۔
- قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، ترکی، دار الطباعۃ العامرہ،1334ھ۔
- قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، قاہرہ، دار الکتب المصریہ،1384ھ۔
- مراد آبادی، سید محمد نعیم الدین، خزائن العرفان، کراچی، مکتبۃ المدینہ،1443ھ۔
- نعیمی، احمد یار خان، مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، گجرات، نعیمی کتب خانہ، س،ن۔
- نعیمی، احمد یار خان، نور العرفان فی تفسیر القرآن، لاہور، پیر بھائی کمپنی، س،ن۔
- ہیتمی، احمد بن محمد بن علی، الزواجر عن اقتراف الکبائر، المنصورہ، دار اللؤلؤۃ،1442ھ۔